انسانیت سرمایہ داریت کا بوجھ مزید برداشت نہیں کرسکتی، اس بوجھ سے نجات کے لیے اسلام کا نفاذ لازمی ہے

عالمی سطح کے ساتھ ساتھ مقامی سطح پر پاکستان میں بھی یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ سرمایہ داریت شدید بحران کا شکار ہے۔ کورونا وائرس کی وباء پھوٹ پڑنے سے پہلے سے عالمی معیشت سستی روی کا شکار ہو چکی تھی۔ دنیا بھر میں ہنگامی طبی صورتحال نے نا صرف معاشی بحران میں اضافہ کیا ہے بلکہ پہلے سے جاری معاشی سست روی پر پردہ بھی ڈالا ہے۔

لیکن بنیادی طور پر مغربی سرمایہ دارانہ اشرافیہ کے ہاتھوں میں دولت کا ارتکاز اب نا صرف مغربی عوام بلکہ پوری دنیا کے لیے ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ اس بحران کے دوران بھی امریکا کے ارب پتیوں کی دولت میں کئی سو ارب ڈالر کا اضافہ ہوا۔ کھربوں ڈالر کے بیل آوٹ پیکجز کا زیادہ تر فائدہ بھی مخصوص سرمایہ دار اشرافیہ نے ہی اٹھایا ہے۔ یہ سب کچھ ایک ایسے وقت میں ہو رہا ہے جب دنیا کے ممالک سرکاری اخراجات کم کر رہے ہیں، ٹیکسوں کے بوجھ میں کمر توڑ اضافہ ہو رہا ہے، قرض بڑھ رہا ہے، بے روزگاری میں اضافہ ہو رہا ہے اور غربت کے سائے ہر جانب پھیلتے جا رہے ہیں۔

مقامی سطح پر، جہاں معیشت کا بہت زیادہ انحصار برآمدات، ترسیلات زر (remittances) اور مہنگی درآمدات پر ہے، پاکستان نے عالمی معیشت میں سست روی کی وجہ سے نقصان اٹھایا ہے۔ جہاں تک وباء کے پھوٹ پڑنے کی بات ہے تو مکمل لاک ڈاون کی پالیسی نے معیشت کی سست روی کو بدترین مقام پر پہنچا دیا جس کی وجہ سے کئی کاروبار تباہ ہو گئے، آمدنی کم ہو گئی اور بے روزگاری میں زبردست اضافہ ہوا۔

لیکن مغربی سرمایہ دار اشرافیہ اور ان کے مقامی شراکت داروں کے ہاتھوں میں منظم طریقے سے دولت کے ارتکاز کا سلسلہ جاری ہے۔ دولت کے اس ارتکاز کی سب سے اہم وجہ پاکستان کے بڑھتے ہوئے قرضوں پر سود کی ادائیگی ہے۔ اس وقت سود کی ادائیگی 3000 ارب روپے ہو چکی ہے جبکہ سالانہ وفاقی بجٹ 7000 ارب روپے ہے۔ پچھلے سال شرح سود میں اس قدر اضافہ کر دیا گیا جو کہ دنیا بھر میں سب سے زیادہ تھا۔ بلند شرح سود کا فائدہ پاکستان کے قرضوں میں سرمایہ کاری کرنے والے بین الاقوامی اور مقامی سرمایہ داروں کو پہنچا۔ اس سال ان سرمایہ داروں کو سپورٹ کرنے کے لیے قرض کو اسٹاک مارکیٹ میں خرید و فروخت کے لیے پیش کیا گیا۔ اس قدر بھاری سود کی ادائیگیوں کو یقینی بنانے کے لیے اس سال ٹیکس آمدن کا ہدف 5000 ارب روپے رکھا گیا ہے جو کہ پچھلے سال سے 1000 ارب روپے زیادہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ آئی ایم ایف یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ 25-2024 تک ٹیکس آمدن 10000 ارب روپے ہو جانی چاہیے۔

عالمی اور مقامی سطح پر سرمایہ داریت کا تسلسل اب ناقابل برداشت ہو چکا ہے۔ جس معاشی نظام کو دنیا کے لیے ایک شاندار نمونے کے طور پر پیش کیا جاتا تھا آج وہ دنیا کے لیے ایک خوفناک خواب بنتا جا رہا ہے۔ اسلام کا منفرد معاشی نظام دولت کے ارتکاز پر نہیں بلکہ دولت کی تقسیم کو یقینی بنانے پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اب اسلام سے بطور ایک متبادل نظام کے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ اسلام کے تحت دولت کے ارتکاز کو یقینی بنانے والی پالیسیز، جیسا کہ سود پر مبنی سرمایہ کاری، توانائی اور معدنی وسائل کی نجکاری اور اسٹاک پر مبنی کمپنی ڈھانچے، کا خاتمہ دنیا کو سکون فراہم کرے گا جو سرمایہ داریت کے بوجھ تلے دبی چلی جا رہی ہے۔